www.KitaboSunnat.com

حدیث وسنت

پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر☆

مولانا امین احسن اصلاحی کا نظریۂ حدیث

مولانا امین احسن اصلاحیؒ کے نظریۂ حدیث کا مطالعہ کرنے سے پہلے مناسب ہوگا کہ حدیثِ رسول ﷺ کے احترام اور منکرین حدیث کے بارے میں مولانا مرحوم کا رویہ ایک آپ بیتی سے ملاحظہ فرمائیں: مجھے ستر کی دہائی کے شروع میں کافی عرصہ مولانا مرحوم کی خدمت میں استفادہ کے لیے جانے کا موقع ملتا رہا جبکہ وہ رحمان پورہ، لاہور میں رہائش پذیر تھے۔ پھر ان کے رحمان آباد (مریدکے) منتقل ہوجانے کی وجہ سے یہ سلسلہ ملاقات معطل ہوگیا تھا کہ ایک عرصہ بعد علم ہوا کہ مولانا تفسیر 'تدبر قرآن' مکمل کر کے لاہور کینٹ میں رہائش پذیر ہیں اور وہ 'خدمتِ حدیث' کا کوئی 'عظیم کام' کرنا چاہتے ہیں۔ میں ان دنوں رابطہ عالم اسلامی کانفرنس، مکہ مکرمہ سے واپس لوٹا تھا۔ اس کانفرنس میں خصوصی طور پر کرنل قذافی (صدر لیبیا) کی ہفوات متعلقہ سنتِ رسول ﷺ کا بڑا چرچا تھا جس میں شعائر حج وغیرہ کا مذاق اُڑانا بھی شامل ہے۔ اسی تاثر کو لیے ہوئے جب میں مولانا اصلاحی کی خدمت میں تفسیر قرآن کی تکمیل کی مبارک باد کہنے گیا تو ساتھ ہی ان کے آئندہ عزائم کے بارے میں کچھ کہنے کو دل چاہا۔ مولانا مرحوم کافی اونچا سنتے تھے لہٰذا چیخ چیخ کر اپنی بات سنائی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ نظریہ کے ساتھ تطبیق کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ مثال دیتے ہوئے کہا کہ 'مارکس' کا نظریۂ اشتراکیت اس وقت مقبول ہوا جب اسے 'لینن' میسر آگیا۔ بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ بھی کہا کہ مستشرقین کا نظریۂ 'انکارِ حدیث' جس کا پاکستان میں ترجمان مسٹر غلام احمد پرویز ہے، اسے 'قذافی' کی شکل میں اقتدار کی قوت سے نفوذ دینے والا بھی میسر آگیا ہے لہٰذا اب خدمتِ حدیث کا بڑا کام یہ ہوگا کہ مسٹر غلام احمد پرویز کے نظریات اور مغالطوں کا جواب دیا جائے جو آپ جیسا 'عالم دین' بخوبی کرسکتا ہے جبکہ آپ اب تفسیر قرآن کی خدمت سے بھی فارغ ہوچکے ہیں۔ میں یہ باتیں کر ہی رہا تھا کہ مولانا مرحوم کے احبابِ خاص کی ایک ٹولی وہاں پہنچ گئی۔ جس پر مولانا موصوف طیش میں آگئے اور مجھے مخاطب کر کے (میرے مشورہ پر تبصرہ کرتے ہوئے) کہنے لگے کہ میں اس (حدیث کی حمایت کا مشورہ دینے والے) کو کچلنا چاہتا ہوں۔

اس سلسلے میں وہ چیک میں بہت کچھ کہہ گئے لیکن میں پہلے ہی اونچا بول کر کافی تھک چکا تھا اور یہ بھی میرے ذہن میں تھا کہ وہ یہ جلال اپنے معروف شاگردوں کے سامنے دکھا رہے ہیں لہٰذا کچھ کہے بغیر دل گیر اُٹھ کر چلا آیا اور رستے میں یہ سوچتا رہا کہ مجھے تو مولانا سے کافی حسن ظن تھا، اسی لیے مسٹر غلام احمد پرویز کے خلاف کام کرنے کی ترغیب دی۔ میں تو اب تک مولانا کے افکار کے بارے میں بھول میں ہی رہا۔ کیونکہ مولانا مرحوم مسٹر غلام احمد پرویز کے خلاف نہ صرف کوئی بات سن نہیں سکے بلکہ وہ ان لوگوں کا سر بھی کچلنے پر آمادہ ہیں اور اب خدمتِ حدیث کے نام پر 'تحریکِ اہل حدیث' کے خلاف پر تول رہے ہیں۔ بعد ازاں ایک عرصہ مولانا مرحوم کی خدماتِ حدیث اسی رنگ میں سامنے آتی رہیں اور دل پر پتھر رکھ کر ہم برداشت کرتے رہے۔ (ح۔ع۔م)

برصغیر پاک و ہند کے معروف دینی سکالر مولانا امین احسن اصلاحی بعمر ۹۴ سال ۱۵؍ دسمبر ۱۹۹۷ء کو

☆ انچارج سیرت چیئر، اسلامک یونیورسٹی، بہاولپور

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاہور میں انتقال فرما گئے۔آپ نے مولانا حمید الدین فراہی، مولانا عبدالرحمٰن نگرامی اور مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری (صاحب تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی)O جیسے ماہر اساتذہ سے مختلف علوم وفنون میں دَرک حاصل کیا۔مولانا ابوالحسن ندوی، مولانا منظور احمد نعمانی جیسے نامور لوگوں کے ساتھ سید مودودی کی رفاقت اختیار کی۔طویل عرصہ تک ان کے دستِ راست اور نائب امیر کے طور پر کام کیا۔ جماعت اسلامی سے جنوری ۱۹۵۸ء میں حتمی طور پر علیحدہ ہوگئے۔[۱]

بعد ازاں آپ نے اپنے استادِ گرامی کی فکر کو آگے بڑھانا زندگی کا مشن قرار دیا اور باقی ماندہ عمر فکر فراہی کے پرچار میں گزاری۔اس کے لئے تدبرِ قرآن کی صورت میں ۸ جلدوں پر مشتمل اردو تفسیر عرصہ ۲۱ سال میں مکمل کی[۲]۔مبادیٔ تدبر قرآن اور مبادیٔ تدبر حدیث جیسی اُصولی، حقیقتِ دین جیسی نظریاتی، تزکیۂ نفس جیسی اِصلاحی، دعوتِ دین اور اس کا طریقہ کار جیسی تبلیغی و دعوتی، اسلامی ریاست اور اسلامی قانون کی تدوین جیسی فقہی، اسلامی معاشرے میں عورت کا مقام اور قرآن میں پردے کے احکام جیسی معاشرتی اُمور سے متعلقہ کتب بطورِ یادگار چھوڑیں۔

آپ کا علمی مقام بلند اور عمر طویل تھی، اس لئے مختلف اسلامی موضوعات پر آپ کے کاموں کا سلسلہ بھی وسیع و عریض تھا۔اس وقت آپ کے جملہ علمی کاموں کا جائزہ لینا ہمارا مقصود نہیں بلکہ صرف مولانا کے نظریۂ حدیث کے حوالے سے چند اُمور کی نشان دہی مطلوب ہے۔

قرآن مجید سے خصوصی شغف رکھنے اور مولانا فراہی سے علومِ قرآن میں خوب استفادہ کرنے کے بعد صاحبِ 'تحفۃ الاحوذی' شرح سنن ترمذی مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ سے خصوصی استدعا کے ساتھ اصولِ حدیث میں شرح نخبۃ الفکر اور متن حدیث میں ترمذی شریف پڑھی۔[۳] ان کے اپنے الفاظ میں ''تاکہ حدیث سمجھنے کا سلیقہ سیکھوں'' اور اس کے لئے روزانہ گھنٹوں کی پڑھائی کے علاوہ پیدل ۴ میل آنے جانے کا سفر بھی طے کرتے تھے۔[۴]

O شاگردانِ اصلاحی کا دعویٰ تو ایسا ہی ہے تاکہ علم حدیث میں ان کی مہارت مشہور محدث مبارکپوریؒ کے حوالہ سے ثابت کی جاسکے لیکن مولانا اصلاحی نے کئی مجالس میں ذکر کیا کہ وہ محدث مبارکپوریؒ کی شہرت کی بنا پر ان کے ہاں جاتے تو رہے لیکن ان سے بوجوہ متاثر نہ ہوسکے لہٰذا روزانہ کی طویل پیدل مسافت اور بلا فائدہ محنت کے پیش نظر یہ سلسلہ منقطع کرنا پڑا۔ یہ بات اس لئے بھی قرین قیاس ہے کہ اصلاحی صاحب کا سلسلہ تلمذ شرحِ ترمذی کی تکمیل کے بعد کا بیان کیا جاتا ہے حالانکہ محدث مبارکپوری شرحِ ترمذی کی تکمیل سے قبل ہی نابینا ہوگئے تھے۔ نیز مولانا اصلاحی کے نظریۂ حدیث کی رو سے تو اس شیخ سے روایت بھی جائز نہیں جس پر تلمیذ کو تفقہ حاصل نہ ہو۔گویا مولانا اصلاحی اپنے ہی نظریہ کی رو سے محدث مبارکپوری سے روایت بھی نہیں کرسکتے کجا کہ وہ تلمذ کو بطورِ سند پیش کریں۔ (محدث)

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

© rasailojaraid.com

www.KitaboSunnat.com

تدبرِ قرآن سے فراغت پانے پر تدریس حدیث کا سلسلہ سالہا سال تک جاری رکھا۔ اس میں موطأ امام مالک اور مسلم شریف مکمل پڑھائی جبکہ صحیح بخاری مکمل نہ کرسکے۔

حدیث سے متعلق مولانا کا عام رویہ

مولانا امین احسن اصلاحی حدیثِ نبوی کے حوالے سے اصولِ حدیث اور محدثین کی کردہ کوششوں کو آنکھیں بند کرکے تسلیم کرنے والے بھی نہ تھے☆ لیکن منکرین حدیث کی طرح کھل کر اُصول حدیث کا ردّ بھی نہ کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی اُصولِ حدیث و اخبارِ آحاد کی تعریف کرتے نظر آتے ہیں اور کبھی مشہور اور متواتر احادیث کا انکار کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اپنی مشہور کتاب 'اسلامی قانون کی تدوین' میں لکھتے ہیں

> ''نمازوں کے اوقات کیا کیا ہیں؟ نمازیں کتنی بار پڑھی جائیں اور کس طرح پڑھی جائیں؟ مختلف چیزوں پر زکوٰۃ کی مقدار کیا ہو؟ روزں کی عملی شکل وصورت کیا ہے؟ حج کے مناسک کیا ہیں؟ اسلامی معاشرے میں کیا چیزیں امتیازی خصوصیات کی حیثیت رکھتی ہیں؟ اسلامی نظام کی عملی شکل کیا ہوتی ہے؟ اور اس طرح کے جتنے مسائل بھی ہیں، ان میں سے کون سی چیز ہے جو اُمت کے عملی تواتر نے ہم تک منتقل نہیں کی ہے۔ یہ ساری چیزیں ہم نے صرف حدیث کی کتابوں ہی سے نہیں جانی ہیں۔ بلکہ جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے مختلف طریقوں سے اور اتنے مختلف طریقوں سے جانی ہیں کہ ان کا انکار کرنا یا ان کو مشتبہ اور مشکوک ٹھہرانا بالکل ہدایت کا انکار کرنا اور ایک ثابت اور قطعی حقیقت کو جھٹلانا ہے۔ حدیث کی کتابوں کا احسان یہ ہے کہ ان کے ذریعے یہ چیزیں تحریر میں بھی آگئیں اور اس طرح تحریر میں آگئیں کہ انسانی ہاتھوں سے انجام پاتے ہوئے کسی کام میں زیادہ سے زیادہ جو اِحتیاط ممکن تھی، وہ انکے ضبط وتدوین کے معاملے میں ملحوظ رکھی گئی ہے۔''(۵)

جب انکار کرنے پر آتے ہیں تو مشہور ومتواتر روایات کا اِنکار بھی کرجاتے ہیں۔ مثلاً احادیثِ رجم جو کہ ۳۴ صحابہ کرامؓ سے مروی ہیں اور ان پر کثرتِ طرق وصحتِ مضمون کی بنا پر حافظ ابن حجر، امام شوکانی،

☆ محدثین کی مساعی ٔجمیلہ کو ان کے فن ہی کی روشنی میں آگے بڑھانا ایک مستحسن امر ہے بلکہ فنی مہارت سے محدثین کے کام پر تنقید بھی بری نہیں مثلاً امام دارقطنی نے بخاریؒ و مسلمؒ جیسے کبار محدثین کی کئی احادیث کو ان کے مجوزہ معیار سے کمتر قرار دیا ہے لیکن کسی نے انہیں منکرین حدیث میں شامل نہیں کیا کیونکہ یہ فنی تحقیق کا اختلاف تھا جس میں دورائے ہوسکتی ہیں۔ بلکہ محدثین کی یہی تنقیدی بحثیں بعد میں صحیحین کی 'تلقی بالقبول' کا باعث بنیں کہ اتنے بڑے محدثین نے انہیں کسوٹی پر بار بار پرکھا، بالآخر ان تالیفات کا اعلیٰ معیار ہی راجح قرار پایا لیکن اصلاحی صاحب کی احادیث پر تنقید فن حدیث کی کسی مہارت کی بنا پر نہیں بلکہ بے اصول فقہ جسے وہ 'تدبر' کا نام دیتے ہیں، کی برتری کے احساس سے ہوتی ہے حالانکہ فن حدیث 'خبر واقعہ' کی تحقیق سے متعلق ہے جبکہ فقہ استنباط واجتہاد کے اصولوں پر مبنی ہوتی ہے جو دو مختلف میدانِ علم ہیں۔ مولانا اصلاحی کی بنیادی غلطی ہی یہ ہے کہ وہ اصولِ حدیث اور اُصولِ فقہ کو دو فن ہی نہیں مانتے جیسا کہ وہ اکثر امام شافعی کے 'رسالہ' پر تبصرہ فرمایا کرتے تھے۔ (محدث)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

© rasailojaraid.com
www.KitaboSunnat.com

مولانا ثناء اللہ پانی پتی، امام رازی، امام نووی، حافظ ابن کثیر وغیرہ میں سے بعض نے صحت اور بعض نے متواتر کا حکم لگایا ہے۔(٦)

مولانا اصلاحی کا سنت کا نیا مفہوم متعین کرنا اور اَحادیث سے بُعد کی راہ دکھلانا

مولانا کے خیال میں سنت سے مراد انبیا سے صرف ثابت شدہ اور معلوم طریقہ ہے۔اس پر آپؐ نے بار بار عمل کیا ہو، جس کی آپؐ نے محافظت فرمائی ہو، جس کے حضور ﷺ عام طور پر پابند رہے ہوں۔ جبکہ حدیث ہر وہ قول و فعل یا تقریر (برقرار رکھنے کیلئے آپ کی خاموشی) ہے جس کی روایت نبی ﷺ کی نسبت کیساتھ کی جائے۔(٧) جبکہ محدثین اور فقہا کے ہاں سنت اور حدیث باہم مترادف ہیں، چنانچہ الجزائری لکھتے ہیں

أما السنة فتطلق على الأكثر على ما أضيف إلى النبي ﷺ من قول أو فعل أو تقرير فهي مرادفة للحديث عند علماء الأصول(٨)

''سنت کا اِطلاق زیادہ تر اس چیز پر ہوتا ہے جس کی نسبت آنحضرت کی طرف ہو،''قول ہو یا فعل ہو یا تقریر ہو'' ......علماءِ اُصول کے ہاں یہ حدیث کے مترادف ہے۔''

صاحبِ مسلم الثبوت کے نزدیک

السنة لغةً العادة وههنا ما صدر عن رسول الله ﷺ غير القرآن من قول أو فعل أو تقرير كذا فى شرح المختصر(٩)

''لغت میں سنت کے معنی عادت کے ہیں لیکن یہاں وہ چیز جو آنحضرت ﷺ سے قرآن کے علاوہ قول، فعل یا تقریر کی صورت میں مروی ہو (مراد ہے)۔''

امام شاطبی نے سنت کو نقل سے مخصوص کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں

يطلق لفظ السنة على ما جاء منقولا عن النبى ﷺ على الخصوص مما لم ينص عليه فى الكتاب العزيز(١٠)

''سنت کے لفظ کا اِطلاق اس چیز پر ہوتا ہے جو آنحضرت ﷺ سے منقول ہو خاص طور پر وہ چیز جس پر کتابِ عزیز کی نص نہ ہو۔''

اسی طرح صاحبِ نورالانوار لکھتے ہیں

السنة تطلق على قول الرسول وفعله وسكوته وعلى أقوال الصحابة وأفعالهم(١١)

''سنت کا اِطلاق قولِ رسول، آپؐ کے فعل اور آپؐ کی خاموشی پر ہوتا ہے اور صحابہؓ کے اقوال اور افعال پر بھی ہوتا ہے۔''

اِمام شوکانی فرماتے ہیں:

"فأما معناها شرعا فى اصطلاح أهل الشرع فهى قول النبى وفعله وتقريره(١٢)

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

© rasailojarаid.com

www.KitaboSunnat.com

''اہل شرع کی اصطلاح میں سنت کا شرعی معنی نبی ﷺ کا قول،فعل اور تقریر ہے۔''

نواب صدیق حسن خاں فرماتے ہیں: فهي قول النبي وفعله و تقريره (۱۳)

''سنت کا اطلاق نبی ﷺ کے قول،فعل اور تقریر پر ہوتا ہے۔''

ابن ملک کی کتاب 'شرح منار الاصول' کے حوالے سے فرماتے ہیں:

إن السنة تطلق على قول رسول الله وفعله و تقريره (۱۴)

''سنت کا اطلاق رسول اللہ ﷺ کے قول،فعل اور تقریر پر ہوتا ہے۔''

مذکورہ بالا تعریفوں کے علاوہ دیگر ائمہ حدیث کی کتب میں بھی سنت کو حدیث کے مترادف ہی بیان کیا گیا ہے اور سنت کو آپ کے مواظبت کے ساتھ اختیار کردہ اعمال کے دائرے تک سکیڑا نہیں گیا ہے۔ کیونکہ اس سے سنت کا دائرہ بالکل محدود ہوکر رہ جائے گا اور احادیث کا عظیم ذخیرہ اس شرط کی وجہ سے قابل اعتبار نہیں ٹھہرے گا۔ علاوہ ازیں سنت کو حدیث کے مترادف مفہوم میں لیتے ہوئے ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی نے السنة ومكانتها في التشريع الاسلامي نامی کتاب لکھ کر حدیث کا ہی دفاع کیا ہے۔☆ اسی طرح پیر کرم شاہ صاحب الازہری نے 'سنت خیر الانام' نامی کتاب میں بھی حدیث کا ہی دفاع کر کے سنت اور حدیث کو باہم مترادف گردانا ہے۔مولانا مودودی نے سنت کی آئینی حیثیت میں بھی حدیثِ نبوی کو ہی زیر بحث بنا کر اس کی حجیت کے بارے میں طول وطویل بحثیں کی ہیں۔

مولانا اصلاحی 'مبادیٔ تدبر حدیث' میں لکھتے ہیں:

''سنت کی بنیاد احادیث پر نہیں ہے جن میں صدق و کذب دونوں کا احتمال ہوتا ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہوا بلکہ اُمت کے عملی تواتر پر ہے۔جس طرح قرآن قولی تواتر سے ثابت ہے، اسی طرح سنت اُمت کے عملی تواتر سے ثابت ہے۔ مثلاً ہم نے نماز اور حج وغیرہ کی تفصیلات اس وجہ سے نہیں اختیار کیں کہ ان کو چند راویوں نے بیان کیا بلکہ یہ چیزیں نبی ﷺ نے اختیار فرمائیں۔ آپؐ

☆ کبار محدثین نے اپنی کتب کے نام سنن ترمذی اور سنن ابو داود رکھ کر ان میں تمام اَحادیث ہی جمع کی ہیں۔اگر ان کے نزدیک حدیث وسنت میں کوئی فرق ہوتا تو وہ کم از کم ان کتب کا نام 'سنن' پر نہ رکھتے۔اس میں انہوں نے وہ احادیث جمع کی ہیں جو عمل کے علاوہ آپ کے قول اور تقریرات پر بھی مبنی ہیں، اس کے ساتھ ساتھ وہ ایسی روایات ہیں جن پر نبی کریم نے تکرار کے ساتھ عمل نہیں کیا۔ دراصل سنت کے ساتھ یہ شرط لگانا کہ وہ ایسا معاملہ ہو جس پر آپ نے ہیشگی کی ہو، اس پر بار بار عمل کیا ہو، نری جہالت ہے۔ نبی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ کسی امر کو شریعت باور کرانے کے لئے اس کو بار بار کرے۔ شانِ نبوت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ جس کام کو ایک بار بھی بجالائیں، اُمتی کے لئے وہ شرع قرار پا جائے۔ مثال کے طور پر نبی کریم نے زندگی میں صرف ایک حج کیا، لیکن ایک بار کرنے سے ہی اُمت کے لئے وہ شریعت قرار پا گیا۔ سنت کے لئے تکرار کی شرط قرار دینے والے نامعلوم حج کو کس بنیاد پر سنتِ نبوی قرار دیتے ہیں؟ (محدث)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے صحابہ کرامؓ نے، ان سے تابعین پھر تبع تابعین نے سیکھا۔اسی طرح بعد والے اپنے اگلوں سے سیکھتے چلے آئے۔ اگر روایات کے ریکارڈ میں ان کی تائید موجود ہے تو یہ اس کی مزید شہادت ہے۔ اگر وہ عملی تواتر کے مطابق ہے تو فبہا اور دونوں میں فرق ہے تو ترجیح بہرحال اُمت کے عملی تواتر کو حاصل ہوگی۔ اگر کسی معاملے میں اخبار آحاد ایسی ہیں کہ عملی تواتر کے ساتھ ان کی مطابقت نہیں ہورہی ہے تو ان کی توجیہ تلاش کی جائے گی اور توجیہ نہیں ہوسکے گی تو بہرحال انہیں مجبوراً چھوڑا جائے گا، اس لئے کہ وہ ظنی ہیں اور سنت ان کے بالمقابل قطعی ہے☆''۔(۱۵)

مولانا اصلاحی کی جمہور سے ہٹ کر سنت کی اپنی وضع کردہ تعریف سے قطع نظر، سنت و حدیث کا باہم بیان کردہ فرق ناقابل فہم ہے۔ کیونکہ وہ سنت کو قطعی بلکہ ثبوت کے اعتبار سے قرآن کی طرح یقینی مانتے ہیں اور احادیث کو ظنی کہہ کر ردّ کر جاتے ہیں حالانکہ سنت یا حدیث اپنے مصدر کے اعتبار سے دونوں ہی حجت ہیں۔ ہم تک پہنچنے کے ذرائع کی صحت کی بنا پر ایک کی حجیت میں اضافہ نہیں ہوسکتا اور ذرائع کے ضعف کی وجہ سے دوسرے کی حجیت ختم نہیں ہوسکتی کیونکہ دونوں کا صدور اس ہستی ﷺ سے ہوا ہے جس کا دین کے بارے میں ہر قول وحی اور ہر فعل اُمت کے لئے اُسوۂ حسنہ ہے۔ ذرائع میں تواتر اور عدم تواتر کی بنا پر دونوں میں ظنیت وقطعیت کے فرق کا پہاڑ کھڑا نہیں کیا جاسکتا۔O

☆مولانا اصلاحی نے سنت کی تعریف میں تعامل امت کو شامل کر کے اسے 'وحی الٰہی' سے خارج کردیا ہے کیونکہ وحی تو رسول اللہ ﷺ کے وصال پر منقطع ہوچکی ہے۔ جہاں تک تعامل امت کا تعلق ہے، اسے تواتر کی اصطلاح سے بیان کرنا ہی فنی طور پر درست نہیں کیونکہ قرآن ہو یا حدیث، ان میں تواتر کی اصطلاح 'خبر' کے حوالہ سے استعمال ہوتی ہے۔خبر اگر اسوۂ رسولؐ کی روایت سے متعلق ہو تو حدیث اور اگر کلام اللہ (الفاظِ الٰہی) کی ہو تو اسے قرآن کہتے ہیں۔ دراصل مولانا اصلاحی اجماع اور خبر متواتر کے التباس کا شکار ہیں اور شریعت کے جن اجمالی ڈھانچوں کو وہ عملی تواتر (ان کی نام نہاد اصطلاح 'سنت') سے تعبیر کرتے ہیں وہ درحقیقت شریعت کے بنیادی امور پر اجماع ہے۔جس کا انکار ان لوگوں نے بھی نہیں کیا جو فروعات پر اجماع کے منکر ہیں۔ ملاحظہ ہو البرهان فی أصول الفقه للجوینی وغیرہ (محدث)

O اس بات کو یوں بھی بیان کیا جاسکتا ہے کہ ثبوتِ واقعہ، صدورِ واقعہ سے خارجی شے ہے جبکہ اصطلاح سنت کا تعلق صدورِ نبوت سے ہے۔ اگر خارجی ثبوت کو اصطلاح میں دخیل بنا دیا جائے تو ایک ہی شے مثلاً صحابہ کے نزدیک سنت ہوگی اور بہت بعد میں آنے والوں کے لئے (مولانا کی اصطلاح کے مطابق) حدیث۔ گویا خیر القرون کے لئے شریعت الگ اور بعد والوں کے لئے اور ہوگئی۔ غور فرمایئے: محدثین نے خیر القرون میں صحابہ اور تابعین کے قول وفعل کو بھی حدیث موقوف اور مقطوع کا نام دیا ہے تاکہ حدیث کی اصطلاح سے اس کا شرعی مقام ومرتبہ ملحوظ رہے کہ ایسی بہت سی احادیث اکثر اسوۂ رسول کی توجیہ وتعبیر ہی ہوتی ہیں۔ لیکن ثبوت نسبت کے اعتبار سے انہیں مرفوع حدیث سے الگ رکھا جاتا ہے تاکہ تعارض کے آخری حل کے طور پر مرفوع صحیح حدیث کو ترجیح دی جاسکے۔

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

© rasailojaraid.com

www.KitaboSunnat.com

مولانا کے ہاں اُصولِ تفسیر میں سنتِ متواترہ اور احادیث کا مقام

'مبادیٔ تدبر قرآن' میں مولانا نے تفسیر کے چار قطعی اُصول بیان فرمائے ہیں:

(۱) ادبِ جاہلی (۲) نظم قرآن

(۳) تفسیر القرآن بالقرآن (۴) سنتِ متواترہ [۱۶]

اوراس کے بعد ظنی ماخذ کے طور پر اَحادیث کو قبول کرتے ہیں [۱۷] مولانا کے ہاں عربیت اور ادبِ جاہلی کے مقابلے میں نہ صرف احادیث☆ بلکہ سنتِ متواترہ بھی کمتر ہے اوران کی قائم کردہ ترتیب میں سنت چوتھے نمبر پر ہے اورادبِ جاہلی پہلے نمبر پر۔ نہ جانے قرآن فہمی کے چالیس سال کی طویل مدت میں مولانا آیت ﴿وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ﴾ [۱۸] کا مفہوم کیا سمجھے ہیں؟

موطأ امام مالک، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو مولانا نے 'مبادیٔ تدبر حدیث' میں اُمہاتِ فن میں شمار کیا ہے۔[۱۹] اور رجم کے متعلق ان میں یہ روایت موجود ہے:

> عن ابن عباس أنه قال سمعت عمر بن الخطاب يقول الرجم فی کتاب الله حق علی من زنی من الرجال والنساء إذا أحصن إذا قامت البينة أو کان الحبل أو الاعتراف [۲۰]
>
> ''حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ رجم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں برحق ہے جو شخص بھی زنا کرے، مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ وہ شادی شدہ ہو جبکہ گواہ قائم

☆ مولانا کو اصل میں روایت کے نام سے چڑ ہے۔ حدیث کو سب سے آخر میں لانے کی وجہ بھی غالباً یہی ہے کہ روایت میں غلطی کا اِمکان ان کے ذہن میں ایسا سمایا ہے کہ نکل نہیں رہا۔ مولانا جس ادبِ جاہلی کو سب سے پہلے درجے میں لاتے ہیں، یہ مولانا کی جاہلی ادب سے مفرطانہ عقیدت کا ہی شاخسانہ ہے کہ وہ اسے سب سے برتر قرار دے کر منصبِ رسالت کے انکار سے بھی نہیں چوکتے۔ نامعلوم ادبِ جاہلی انہیں اتنا مرغوب کیوں ہے، کیا ادبِ جاہلی کے اشعار کا استنادی درجہ حدیث سے برتر ہے اور ان کی روایت میں حدیث سے زیادہ احتیاط برتی گئی ہے؟ حالانکہ وہ ادبِ جاہلی جس کی نہ روایت متصل ہے، نہ اس کے راوی ثقہ۔ نہ ہی وہ علماءِ امت کی اس قدر کڑی نگرانی اور چھان بین کے مراحل سے گزرا ہے، آخر کس برتے پر حدیث سے زیادہ مستند ہے؟

چونکہ حدیث کا موقع محل تفسیر قرآن میں غائب کردینے کے بعد ان اشعار سے ہر طرح کی گنجائش مل سکتی ہے، اورائمہ کے باہمی فقہی اختلافات کی بنا پر ان سے من مانی دلیل لی جاسکتی ہے، نیز دورِ حاضر کے بہت سے علماء کو ان کا اس قدر وسیع علم اور ذوق نہیں ہے کہ ان کی بنا پر ہونے والے استدلال کا وہ جائزہ لے سکیں۔ علاوہ ازیں اس ادب کے راویوں کے حالاتِ زندگی صفحۂ قرطاس پر اس طرح میسر نہیں کہ ان میں ردّ وقبول کی بحث کی جاسکے۔ صرف عربی زبان کی مہارت کے زور پر تفسیر اور تفسیر صحابہ کے تقابل کے مسئلے پر تفصیل کے لیے محدث روپڑي کی پہلی تصنیف '' درایتِ تفسیری'' مطبوعہ ۱۳۳۳ھ کا مطالعہ مفید رہے گا (محدث)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جائیں یا عورت پر حمل ظاہر ہو جائے یا زانی اقرار کر لے۔"

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ایک روایت اس سے بھی زیادہ واضح ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا

إن الله بعث محمدًا ﷺ بالحق وأنزل عليه الكتاب فكان مما أنزل آية الرجم فقرأناها وعقلناها ووعيناه رجم رسول الله ﷺ ورجمنا بعده (۲۱)

''اللہ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان پر کتاب نازل کی جو اُتارا گیا اس میں آیت رجم تھی۔ ہم نے اسے پڑھا، سمجھا اور یاد کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا اور بعد میں ہم نے رجم کیا۔"

جبکہ مولانا امین احسن اصلاحی کے اس روایت کے بارے میں تاثرات دل پر جبر کر کے نقل کئے دیتا ہوں اور آپ بھی دل کے جبر کے ساتھ پڑھتے جائیں، 'فرماتے' ہیں:

''اس روایت پر غور کیجئے تو ہر پہلو سے یہ کسی منافق کی گھڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے'' ...... آگے چل کر مزید لکھتے ہیں: ''بہرحال یہ روایت بالکل بے ہودہ روایت ہے۔" (۲۲)

حضرت ماعزؓ کے رجم کے حوالے سے من گھڑت روایتوں اور بلا دلیل فیصلوں سے انہیں ایک نہایت بدخصلت غنڈہ، شریف بہو بیٹیوں کا تعاقب کرنے والا بکرا یا سانڈ قرار دے دیا ہے۔(۲۳) حالانکہ صحیح مسلم میں رسول اللہ ﷺ ان کی توبہ کے بارے میں فرماتے ہیں: ما توبة أفضل من توبة ماعز انه لينغمس فى أنهار الجنة ''ماعز کی توبہ سے بڑھ کر کوئی توبہ نہیں ہے وہ جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔" ......اسی طرح آپؐ نے فرمایا: لقد تاب توبة لو قسمت بين أمة لوسعتهم ''اس نے ایسی توبہ کی ہے، اگر ایک قوم پر تقسیم کی جائے تو ان کے لئے کافی ہو۔" (۲۴) انصاف سے دیکھئے کہ احادیثِ رسول تو ان کے حسن خاتمہ کی گواہی دے رہی ہیں اور مولانا انہیں بدخصلت غنڈہ 'فرماتے' ہیں!!

نسخ قرآن بذریعہ احادیث میں مولانا اصلاحی کا نقطہ نظر

جمہور محدثین وفقہا کے ہاں حدیث ناسخ قرآن ہوسکتی ہے لیکن مولانا کے خیال میں

''قرآن کے کسی حکم کو قرآن کے سوا کوئی دوسری چیز منسوخ نہیں کرسکتی۔ بعض فقہا نے حدیث کو بھی قرآن کے لئے ناسخ مانا ہے لیکن ہمارے نزدیک یہ مسلک صحیح نہیں۔" (۲۵)

جبکہ نواب صدیق حسن نے 'حصول المامول من علم الاصول' میں لکھا ہے کہ

يجوز نسخ القرآن بالسنة المتواترة عند الجمهور وهو مذهب أبى حنيفة وعامة المتكلمين" (۲۶)

''جمہور کے نزدیک قرآن کا نسخ سنت متواترہ سے جائز ہے۔ یہ ابوحنیفہ اور عام متکلمین کا مذہب ہے"

اسی طرح شیخ زرقانی نے مناهل العرفان میں طویل کلام کے بعد فیصلہ دیا:

هذا العرض يلخص لنا أن نسخ القرآن بالسنة لامانع يمنعه عقلا وشرعًا (۲۷)

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس کا خلاصہ ہے کہ سنت سے قرآن کے نسخ کے لئے کوئی شرعی یا عقلی مانع نہیں ہے☆۔''

لیکن مولانا اصلاحی کی رائے جمہور کے خلاف ہے کہ وہ حدیث وسنت سے قرآن مجید کا نسخ جائز نہیں سمجھتے حالانکہ قرآن کی طرح حدیث وسنت بھی منزل من اللہ اور وحی ہونے کی بنا پر ایک دوسرے کے ناسخ ہوسکتے ہیں۔ لیکن مولانا اصلاحی نے کھلے لفظوں میں کہیں حدیث وسنت کا منزل من اللہ ہونا بیان نہیں فرمایا اور قرآن کی سنت سے منسوخی کے مسئلہ میں جمہور سے ہٹ کر مسلک اختیار کیا ہے جس سے ظاہری طور پر محسوس ہوتا ہے کہ ان کے ہاں سنت منزل من اللہ ہی نہیں ہے، اسی لئے ناسخ قرآن نہیں ہوسکتی حالانکہ حدیث وسنت کا منزل من اللہ ہونا قرآن سے واضح ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ (۲۸)

''وہ خواہش سے کلام نہیں کرتا وہ تو وحی ہے جو کی جاتی ہے۔''

منکرین حدیث کے الزامات سے مرعوب تجدد زدہ اَذہان کی پریشانی تو بجا ہے لیکن مولانا جیسے عالم دین سے جمہور کی روش سے ہٹ کر مسلک اختیار کرنا بڑا حیران کن ہے حالانکہ مولانا کے ہاں پائی جانے والی تواترِ عملی کی توضیح اور جمہور کی روش تقریباً مترادف ہیں پھر بھی اس سے انکار چہ معنی دارد!؟

مولانا اصلاحی اور احادیث کی تشریح

مولانا احادیث کی تشریح بھی اپنی مرضی سے کرتے ہیں۔ حدیث أمرت أن أقاتل الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله" میں الناس سے مراد صرف 'بنی اسمٰعیل' لیتے ہیں۔(۲۹) کتاب الایمان میں امام بخاریؒ نے باب ﴿فَإِنْ تَابُوْا وَأَقَامُوْا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكَاةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ﴾ لاکر بعدازاں یہ حدیث باسند روایت کی ہے:

عن ابن عمر أن رسول اللهﷺ قال: أمرت أن أقاتل الناس حتى يشهدوا أن لاإله إلا الله وأن محمدًا رسول اللهﷺ ويقيموا الصلاة ويؤتوا الزكاة فإذا فعلوا ذلك عصموا منى دماء هم وأموالهم إلا بحق الاسلام وحسابهم على الله (۳۰)

''حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ گواہی دیں اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور

☆ اس سلسلہ میں امام شافعیؒ کا انداز زیادہ مناسب ہے یعنی سنت کو نہ قرآن منسوخ کرتا ہے اور نہ سنت قرآن کی ناسخ ہوتی ہے گویا دونوں کا باہمی تعلق الفاظ وتبیان کا ہے، تضاد کا نہیں کہ ایک کو چھوڑنے اور دوسرے کو لینے کی بات کی جائے۔ اگرچہ اکثر لوگ خبر واحد کے قرآن کے ناسخ نہ ہونے کی دلیل امام شافعیؒ کا مذکورہ بالا آدھا قول (سنت قرآن کو منسوخ نہیں کرسکتی) پیش کرتے ہیں حالانکہ امام شافعی کی یہ مراد ہی نہیں بلکہ وہ اس رویہ کو واضح کرنا چاہتے ہیں کہ وحی کے ظاہری تعارض کے وقت اصل مطابقت ومفاہمت ہے۔ ترجیح تو مجبوری ہے جو مجتہد کے ناقص فہم کی وجہ سے اختیار کی جاتی ہے۔ (محدث)

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز قائم کریں، اور زکوٰۃ دیں۔ جب وہ یہ کام کریں گے تو وہ مجھ سے اپنے خون اور مال بچالیں گے سوائے اسلام کے حق کے اور ان کا حساب اللہ پر ہوگا۔''

اس حدیث کی شرح میں مولانا امین احسن اصلاحی "الناس" سے مراد صرف بنو اسماعیل لیتے ہیں جبکہ شارحین حدیث میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اس سے مراد 'مشرکین' لیا ہے۔[۳۱]

امام نوویؒ نے شرح مسلم، کتاب الایمان میں باب الأمر بقتال الناس حتی یقولوا لا إله الله محمد رسول اللهﷺ ويقيموا الصلاة ويؤتوا الزكاة ويؤمنوا بجميع ما جاء به النبیﷺ وأن من فعل ذلك عصم نفسه وماله إلا بحقها ووكلت سريرته إلى الله ، وقتال من منع الزكاة أوغيرها من حقوق الاسلام و اهتمام الامام بشعائر الاسلام[۳۲] عنوان قائم کرکے اس میں اس حدیث کے ساتھ اس جیسی چار اور حدیثیں مختلف سندوں سے بیان کی ہیں۔ پھر اس کی شرح میں لکھا ہے: قال الخطابی: إن المراد بهذا أهل الاوثان دون أهل الكتاب لأنهم يقولون لا إله إلا الله"[۳۳]

''خطابی نے کہا: اس سے مراد بتوں کے پجاری ہیں اہل کتاب نہیں کیونکہ وہ لا الہ الا اللہ کہتے ہیں''

تفسیر قرآن میں مولانا اصلاحی کی حدیث سے بے اعتنائی

(۱) سورۂ بقرۃ کی آیت ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾[۳۴] ''اگر وہ طلاق دے دے تو اس کے لئے وہ اس کے بعد حلال نہیں رہے گی یہاں تک کہ اس کے علاوہ کسی اور خاوند سے نکاح کرے'' سے مولانا اِصلاحی صرف عقدِ نکاح مراد لیتے ہیں، فرماتے ہیں: ﴿حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ میں نکاح کا لفظ ہمارے نزدیک عقدِ نکاح ہی ہے جن لوگوں نے اس کو 'وطی' کے معنی میں لیا ہے، انہوں نے ایک غیر ضروری تکلف کیا ہے۔[۳۵] جبکہ حضرت رفاعہ القرظی کی حدیث میں بخاری شریف میں صاف لفظ ہیں: لا حتى تذوقي عسيلته ويذوق عسيلتك[۳۶] ''نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ آپ اس کا مزہ چکھیں اور وہ آپ کا مزہ چکھے۔'' جمہور کے نزدیک بھی عسیلۃ سے مراد 'جماع' ہے، قال الجمهور: العسيلة كناية عن المجامعة"[۳۷]

''جمہور کہتے ہیں: عسیلۃ مجامعت سے کنایہ ہے''۔

(۲) اسی طرح سورۂ کہف میں ہے: ﴿فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا﴾[۳۸] ''انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا''۔ مولانا اصلاحی فرماتے ہیں:

''یہاں 'عبدؔ' سے مراد حضرت خضر ہیں اور جن حدیثوں میں ان کا نام خضر آیا ہے چونکہ ان

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

© rasailojaraid.com

www.KitaboSunnat.com

حدیثوں کے انکار کی کوئی وجہ ہمارے پاس نہیں، اس وجہ سے یہی نام اختیار کرتے ہیں''۔ (۳۹)

لیکن اس واقعہ سے قبل وہ خود فرماتے ہیں کہ

''اس میں تربیتی سفر کی داستان بیان کی گئی ہے۔ ہمارے نزدیک حضرت موسیٰؑ کے اس سفر کا یہی مقصد تھا۔ لیکن بعض مفسرین نے معلوم نہیں کہاں سے یہ فضول سی بات لکھ دی کہ نعوذ باللہ حضرت موسیٰؑ ترنگ میں آکر کسی دن یہ کہہ بیٹھے کہ اس وقت مجھ سے بڑا عالم کوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بطورِ تادیب وتنبیہ ان کو اپنے ایک بندے کے پاس بھیجا کہ وہ دیکھ لیں کہ ان سے بھی بڑا ایک عالم موجود ہے''۔ (۴۰)

میرے خیال میں مندرجہ بالا بات خود مولانا صاحب نے ترنگ میں آکر فرمائی ہے جبکہ مفسرین نے یہ بات صحیح احادیث سے لی ہے جس کا ذکر خود انہوں نے فرمایا کہ حضرت خضرؑ کا نام احادیث میں آیا ہے۔ چنانچہ مولانا کی کتاب 'مبادیٔ تدبر حدیث' میں اُمہاتِ فن میں صحیح بخاری کا نام بھی شامل ہے۔ اس میں یہ حدیث موجود ہے:

حدثنا الحميدي قال حدثنا سفيان قال حدثنا عمرو بن دينار قال أخبرنی سعيد بن جبير قال قلت لابن عباس أن نوفا البكالی يزعم أن موسى صاحب الخضر ليس هو موسى صاحب بنی إسرائيل فقال ابن عباس: كذب عدو الله حدثنی أبی بن كعب أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إن موسى قام خطيبا فی بنی اسرائيل فسُئل أی الناس أعلم؟ فقال: أنا فعتب الله عليه إذا لم يرد العلم إليه فأوحى الله إليه أن لی عبدا بمجمع البحرين هو أعلم منك قال موسىٰ يارب فكيف لی به قال تأخذ معك حوتا فتجعله فی مكتل فحيث ما فقدت الحوت فهو ثم، فأخذ حوتا فجعله فی مكتل ثم انطلق وانطلق معه بفتاه يوشع ابن نون حتى إذا أتيا الصخرة وضعا رؤسهما فناما واضطرب الحوت فی المكتل فخرج منه فسقط فی البحر فاتخذ سبيله فی البحر سربا وامسك الله عن الحوت جرية الماء (۴۱)

''عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ سعید بن جبیر نے مجھے بتایا کہ میں نے ابن عباس سے کہا: نوف بکالی کا خیال ہے کہ حضرت موسیٰ صاحبِ خضر، بنی اسرائیل کے موسیٰ علیہ السلام نہیں ہیں۔ حضرت ابن عباس نے کہا: اللہ کے دشمن نے جھوٹ کہا، مجھے اُبی بن کعب نے بیان کیا، اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپؐ فرماتے تھے: حضرت موسیٰ بنی اسرائیل میں خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو ان سے سوال کیا گیا کہ کون سب سے بڑا عالم ہے؟ تو انہوں نے کہا میں، اللہ تعالیٰ نے اُن کو عتاب فرمایا، جب انہوں نے علم کو اللہ کی طرف منسوب نہ کیا۔ ان کی طرف وحی کی گئی کہ میرا ایک بندہ مجمع البحرین کے مقام پر ہے، وہ آپ سے بڑا عالم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، اے اللہ!

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

© rasailojaraid.com

www.KitaboSunnat.com

میں ان سے کیسے ملوں، فرمایا: آپ ٹوکری میں ایک مچھلی ساتھ لے کر جائیں جہاں مچھلی گم ہوجائے، وہاں وہ ہوگا۔ انہوں (موسیٰ علیہ السلام) نے مچھلی لی اور اس کو ٹوکری میں رکھا اور چلے گئے اور ان کے ساتھ یوشع بن نون تھے۔ جب چٹان کے پاس آ گئے تو دونوں نے اپنے سر ٹیک کر سو گئے۔ مچھلی ٹوکری سے نکلی اور سمندر میں گر گئی، اس نے سمندر میں سرنگ کی طرح اپنا راستہ بنا لیا۔

(۳) اسی طرح آنحضرت ﷺ کے متعلق اِرشاد ربانی ہے ﴿هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِیْ الْاُمِّیِّیْنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ آیَاتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ [۴۲] ''وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں ایک رسول بھیجا جو ان کو اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا اور ان کو سنوارتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔'' اور یہ ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کی قبولیت کا نتیجہ تھا: ﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ آیَاتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَیُزَكِّیْهِمْ﴾ [۴۳] ''اے ہمارے ربّ ان میں ایک رسول انہی میں سے بھیج جو ان پر تیری آیات پڑھے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھائے اور ان کو پاک کرے۔'' ان آیات میں حکمت سے مراد کیا ہے، اس بارے میں مولانا کا خیال ملاحظہ ہو۔

مولانا امین احسن اصلاحی فرماتے ہیں:

''تیسری چیز تعلیم حکمت ہے، حکمت کے متعلق ایک نہایت ہی اہم سوال یہ ہے کہ حکمت قرآن ہی کا ایک جزو ہے یا اس سے علیحدہ کوئی چیز ہے؟ ہمارا خیال ہے کہ کتابِ الٰہی جس طرح آیات اللہ اور اَحکام پر مشتمل ہے، اس طرح حکمت پر بھی مشتمل ہے لیکن ہمارا یہ دعویٰ ان لوگوں کے خلاف پڑے گا جو حکمت سے حدیث یا بعض دوسرے علوم مراد لیتے ہیں [۴۴] پھر لکھتے ہیں:

''لیکن یہ بات صحیح نہیں کہ اس آیت میں حکمت سے مراد حدیث ہے۔'' [۴۵]

بعد ازاں مولانا اپنے دعویٰ کی دلیل کے لئے قرآن مجید کی متعدد آیات سے استدلال کرتے ہیں [۴۶] جبکہ اُمت کے اکثر علماء ومحدثین اس سے حدیثِ رسولؐ مراد لیتے ہیں۔ مثال کے طور پر اِمام شافعیؒ قرآنِ مجید میں کتاب کے ساتھ جہاں حکمت کا لفظ آیا ہے، ان سات آیات کو ذکر کرکے فرماتے ہیں: فذكر الله الكتاب وهو القرآن وذكر الحكمة فسمعت من أرضى من أهل العلم بالقرآن يقول الحكمة سنة رسول الله [۴۷] ''اللہ نے کتاب کا ذکر فرمایا وہ قرآن ہے۔ حکمت کا ذکر فرمایا میں نے قرآن کے معتبر عالموں سے سنا، وہ فرماتے تھے: حکمت سے مراد سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔'' اسی طرح امام شافعیؒ نے اپنی دوسری کتاب 'الامّ' میں بھی حکمت سے مراد 'سنت' ہی لکھا ہے۔ [۴۸] اسی طرح ابن عبدالبر بھی قتادہ اور حضرت حسن بصری سے روایت کرتے ہیں کہ یہاں حکمت سے مراد حدیث نبویؐ ہے۔ [۴۹]

مندرجہ بالا حقائق سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں جہاں عام محدثین، مفسرین فقہاء اور علماء حکمت سے مراد 'حدیث' لیتے ہیں وہاں ان کا نقطہ نظر ان سے الگ ہے۔

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

© rasailojaraid.com

www.KitaboSunnat.com

مبادیٔ تدبر قرآن میں تفسیر کے چار قطعی مآخذ لکھ کر بعد ازاں فرماتے ہیں:

''اب میں آپ کے سامنے تفسیر کے ظنی ماخذوں کی بابت عرض کروں گا۔ظنی سے میری مراد یہ ہے کہ ان کے اوپر ہر حال میں پورا اطمینان نہیں کیا جاسکتا بلکہ ان کے اندر چونکہ ظن اور شبہ کو دخل ہے، اس لئے ان کو قرآن کی تفسیر میں وہیں تک دخیل بنایا جائے گا جہاں تک وہ قرآن سے موافقت کریں۔تفسیر کے ظنی ماخذوں میں سب سے اَشرف اور سب سے زیادہ پاکیزہ چیز احادیث اور آثارِ صحابہ ہیں۔ اگر ان کی صحت کی طرف سے پورا اطمینان ہوتا تو تفسیر میں ان کو یہی اہمیت حاصل ہوجاتی جو اہمیت سنتِ متواترہ کی بیان ہوتی ہے لیکن چونکہ ان کی صحت پر پورا پورا اِطمینان نہیں کیا جاسکتا، اس لئے ان سے تفسیر میں اسی حد تک فائدہ اٹھایا جائے گا جہاں تک یہ ان قطعی اصولوں کی موافقت کریں جو اوپر بیان ہوئے ہیں''۔ [۵۰]

مولانا نے اپنے ماخذِ تفسیر میں حدیث کو ظنی حیثیت دی ہے۔ان کے ہاں 'ظن' کی حیثیت 'یقین' کی نہیں حالانکہ قرآن میں کئی جگہ لفظ 'ظن' یقین کے معنوں میں استعمال ہوا ہے اور اہل لغت نے بھی یقین کے معنوں میں استعمال کیا ہے جبکہ ان کے خیال میں وہم اور شک کے معنوں میں ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: احادیث کو 'ظنی' بھی کہتے ہیں۔ [۵۱]

تفسیر تدبر قرآن میں احادیث سے استفادہ

دوسری طرف مولانا نے اپنی تفسیر کی چھ جلدوں میں جو کل احادیث نقل کی ہیں، ان کی تفصیل ملاحظہ فرمائیے۔ پوری تفسیر میں کتبِ حدیث میں سے صرف بخاری، مسلم اور ترمذی شریف کا نام گنتی کے چند مقامات پر پایا جاتا ہے:

تفسیر تدبر قرآن کی جلد اول کے ۸۳۶ صفحات ہیں جبکہ ان میں سترہ احادیث لکھی ہیں۔ ان میں صرف ایک جگہ صحیحین [۵۲] ایک جگہ صرف مسلم [۵۳] اور صرف ایک مقام پر ترمذی شریف کا نام ہے۔[۵۴] ...... جلد دوم ۸۰۸ صفحات پر مشتمل ہے۔اس میں دس احادیث ہیں اور ۹ احادیث کتاب کے نام کے بغیر درج کی ہیں، صرف ایک جگہ صحیح بخاری کا نام ہے۔[۵۵] ......جلد سوم ۸۰۸ صفحات پر مشتمل ہے جس میں چھ احادیث بغیر حوالہ کے درج ہیں۔ دو حدیثیں مکرر لکھی گئی ہیں گویا کل چار احادیث جلد سوم میں ہیں۔[۵۶] ...... جلد چہارم کے ۸۶۶ صفحات میں صرف ایک حدیث نقل کی ہے۔[۵۷] ...... جلد پنجم کے ۶۲۷ صفحات میں صرف سات احادیث نقل کی ہیں۔ صرف صحیح بخاری کا نام دو جگہ پر ہے اور کسی حدیث کی کتاب کا نام نہیں ہے۔[۵۸] ......جلد ششم کے ۶۴۶ صفحات ہیں جن میں کل چھ احادیث لکھی ہیں۔[۵۹]

گویا چار ہزار آٹھ سو ستر (۴۸۷۰) صفحات پر پھیلی ہوئی کتاب میں گنتی کی کل ۴۰ /احادیث ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

© rasailojaraid.com

www.KitaboSunnat.com

لیکن دیگر مصادر کی بھرمار ہے جاہلی ادب سے کافی استفادہ کیا گیا ہے۔ اہل لغت کی طرف بھی کافی رجحان ہے لیکن مولانا کی حدیثِ نبوی سے اس قدر بے اعتنائی کی سمجھ نہیں آتی۔

اِن تمام باتوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا قطعی طور پر حدیث کا انکار نہیں کرتے، بلکہ بعض اوقات فتنہ انکار حدیث کا ردّ بھی کرتے ہیں لیکن انکے نظریہ سے انکارِ حدیث کے فتنہ کو تقویت ملتی ہے☆ اور بعض مقامات پر ان سے حدیث کے معاملہ میں استخفاف کا پہلو نکلتا ہے۔ رجم کی متواتر احادیث کے متعلق ان کے بیانات محدثین کے نقطہ نظر سے بالکل مختلف ہیں۔ اپنی تفسیر میں مولانا احادیث سے بڑھ کر ادبِ جاہلی اور لغت پر اعتماد کرتے ہیں۔ اس بات کا کوئی مسلم سکالر انکار نہیں کرسکتا کہ قرآن کی تشریح جو آنحضرت ﷺ نے کی ہے وہ باقی سب لوگوں سے مقدم ہے۔ تفسیر کے موضوع پر کتبِ احادیث میں کافی مواد موجود ہے لیکن مولانا نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں فرمائی۔

حوالہ جات

۱۔(تدبر، لاہور شمارہ ۵۹، جنوری ۱۹۹۸ء، ص ۱۱، مقالہ نگار: خالد مسعود، علم وعرفان کے ماہ کامل کا غروب)

۲۔تکبیر، ج ۱۹، شمارنمبر ۵۲،۱۹ تا ۲۵ دسمبر ۱۹۹۷ء، صاحبِ تدبر قرآن امین احسن اصلاحی رخصت ہوئے، مقالہ نگار نصراللہ غلزئی، ص ۴۷

۳۔امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن، ج ۱، ص ۶، (فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ۱۹۷۳۔۱۹۷۷ء)

۴۔امین احسن اصلاحی، مبادی تدبر حدیث، (فاران فاؤنڈیشن لاہور، طبع اول، ۱۹۸۹ء) ص ۱۴

۵۔امین احسن اصلاحی، اسلامی قانون کی تدوین، ص ۶۸، بحوالہ حد رجم اور اس کی شرعی حیثیت، ص ۴۸۔۵۹

۶۔حافظ صلاح الدین یوسف، حد رجم اور اس کی شرعی حیثیت (مکتبہ السّلفیہ لاہور) ص ۱۲ تا ۴۸

۷۔ترجمان القرآن، لاہور اکتوبر ۱۹۵۵ء ص ۱۳۷

۸۔الجزائری، طاہر بن صالح بن احمد، توجیہ النظر الی اصول الاثر (دارالمعرفۃ بیروت) ص ۳

☆ مولانا نہ صرف حدیث کی اِصطلاح سنت سے الگ کرکے انکارِ حدیث کے دروازے کھولتے ہیں بلکہ سنت کی تعریف میں تعامل اُمت شامل کرکے اسے بھی 'وحی' نہیں مانتے۔

جب ان سے سوال کیا جاتا ہے کہ کیا سنت یا حدیث وحی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم سنت یا حدیث کو حجت مانتے ہیں، اس طرح وہ یہ مغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ عام علماء امت کی طرح حدیث وسنت کی حجیت کے قائل ہیں حالانکہ وہ سنت وحدیث کو وحی نہیں مانتے کیونکہ بہت سی چیزیں وحی نہ ہونے کے بغیر بھی حجت تو ہوتی ہیں۔ جیسے والدین کی اطاعت، اولی الامر کی اطاعت، فریقین کے لیے قاضی کا فیصلہ وغیرہ۔ یعنی حجت ماننا 'وحی' ماننے کو مستلزم نہیں ہے۔ اسی لئے ان سے یہ سوال آج بھی باقی ہے کہ کیا وہ سنت یا حدیث کے وحی ہونے کے قائل ہیں۔ چند برس قبل ایک محترمہ پروفیسر صاحبہ نے اس نکتہ کو نکھارنے کے لئے ان سے طویل خط وکتابت کی تھی لیکن ان کی طرف سے آج تک کوئی شافی جواب نہیں مل سکا۔ یہ خط وکتابت محدث (مئی ۱۹۹۵ء صفحہ ۳۷ تا ۴۶) میں بعنوان: کیا حدیث حجت ہے مگر وحی نہیں؟ شائع ہوچکی ہے۔ (محدث)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

© rasailojaraid.com

www.KitaboSunnat.com

۹۔محبّ اللہ بن عبدالشکور، مسلم الثبوت مع شرح (محمد سعید اینڈ سنز تاجران کراچی) ج ۲، ص ۶۶

۱۰۔ابواسحاق ابراہیم بن موسیٰ الشاطبی، الموافقات فی اصول الشریعۃ (المطبعہ الرحمانیہ القاہرہ) ج ۴، ص ۳

۱۱۔احمد المعروف ملا جیون، نورالانوار مع شرح قمر الاقمار، مطبعہ علیمی لاہور، ۱۹۵۸ء، ص ۱۷۵

۱۲۔محمد بن علی الشوکانی، ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول، (دارالباز مکہ المکرّمہ) ص ۲۹

۱۳۔نواب السید محمد صدیق حسن خان، حصول المامول من علم الاصول، (مطبعہ مصطفیٰ محمد القاہرہ، ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء) ص ۳۸

۱۴۔محمد عبدالحی لکھنوی، ظفر الامانی بشرح مختصر السید شریف الجرجانی فی مصطلح الحدیث (مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب ۱۴۱۶ھ) ص ۲۴۔۲۵

۱۵۔امین احسن اصلاحی، مبادی تدبر حدیث، ص ۲۸

۱۶۔امین احسن اصلاحی، مبادیٔ تدبر قرآن، (فاران فاؤنڈیشن لاہور، طبع اول، ۱۹۹۱ء) ص ۱۹۱۔۲۱۷

۱۷۔ایضاً، ص ۲۱۸ ۱۸۔النحل، ۴۴ ۱۹۔مبادیٔ تدبر حدیث، ص ۱۴۶ ۲۰۔موطأ امام مالک ص ۸۲۳

۲۱۔بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح (نور محمد اصح المطابع کراچی) ج ۲، ص ۱۰۰۹، مسلم، الجامع الصحیح (نور محمد اصح المطابع کراچی) ج ۲، ص ۶۵، کتاب الحدود

۲۲۔تدبر قرآن، ج ۴، ص ۵۰۲ ۲۳۔تدبر قرآن، ج ۴، ص ۵۰۵ ۲۴۔مسلم الجامع الصحیح، ج ۲ ص ۶۸

۲۵۔تدبر قرآن، ج ۱ ص ۱۷۱ ۲۶۔صدیق حسن، حصول المامول من علم الاصول، ص ۱۲۷

۲۷۔عبدالعظیم زرقانی، مناہل العرفان فی علوم القرآن، (داراحیاء التراث العربی القاہرہ) ج ۲، ص ۱۳۹۔۱۴۰

۲۸۔النجم، ۳۔۴ ۲۹۔مبادی تدبر حدیث، ص ۵۴ ۳۰۔البخاری، الجامع الصحیح، ج ۱ ص ۸

۳۱۔ابن حجر احمد بن علی عسقلانی، فتح الباری شرح الجامع الصحیح للبخاری، (دارالنشر الکتب الاسلامیہ لاہور) ج ۱، ص ۲۵

۳۲۔مسلم، الجامع الصحیح مع شرح نووی، ج ۱، ص ۳۷ ۳۳۔مسلم الجامع الصحیح، مع شرح نووی، ج ۱، ص ۳۹

۳۴۔البقرہ، ۲۳۰ ۳۵۔تدبر قرآن، ج ۲، ص ۴۹۳ ۳۶۔صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۲۵

۳۷۔کرمانی، شرح البخاری (داراحیاء التراث العربی، بیروت) ج ۱۹، ص ۲۲۸

۳۸۔الکہف، ۶۵ ۳۹۔تفسیر تدبر قرآن، ج ۴، ص ۶۲ ۴۰۔تدبر قرآن، ج ۴، ص ۵۶

۴۱۔صحیح بخاری، ج ۲، ص ۶۸۷ ۴۲۔الجمعہ، ۲ ۴۳۔البقرہ، ۱۲۹

۴۴۔مبادی تدبر قرآن، ص ۱۱۰ ۴۵۔ایضاً، ص ۱۱۱ ۴۶۔ایضاً، ص ۱۱۰۔۱۱۱

۴۷۔الشافعی محمد بن ادریس، الرسالہ (مصطفیٰ البابی الحلبی واولاہ بمصر، القاہرہ، الطبعۃ الثالثہ، ۱۹۸۳ء/۱۴۰۳ھ) ص ۴۴۔۴۵

۴۸۔الشافعی، کتاب الام (دارالمعرفہ، بیروت، ۱۳۹۳ھ) ج ۷، ص ۲۷۰۔۲۷۱

۴۹۔ابن عبدالبر، جامع بیان العلم وفضلہ، (دارالفکر، بیروت) ج ۱، ص ۲۰۔۲۱

۵۰۔مبادی تدبر قرآن، ص ۲۱۸ ۵۱۔مبادی تدبر حدیث، ص ۲۰ ۵۲۔تفسیر تدبر قرآن، ج ۱، ص ۲۳

۵۳۔ایضاً، ص ۲۳۔۲۴، ۴۵۸ ۵۴۔ایضاً، ص ۶۹ ۵۵۔ایضاً، ج ۲، ص ۱۷۹

۵۶۔ایضاً، ج ۳، ص ۵۰، ۱۲۶، ۱۵۳، ۱۶۲، ۴۳۱، ۴۹۷

۵۷۔ایضاً، ج ۵، ص ۵۰۱ ۵۸۔ایضاً ج ۵، ص ۲۴۳، ۲۴۴ ۵۹۔ایضاً، ج ۶، ص ۱۴۳، ۲۷۳، ۳۶۰، ۴۶۹، ۵۱۶

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ